مناظرہ کے حکم (ثالث) شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف مقرر ہوئے، اس تاریخی مناظرہ میں دیوبندی مولویوں کو ایسی شکست عظیم کا سامنا کرنا پڑا جس کی یاد آج بھی دیوبندی مولویوں کے چین کو حرام کئے ہوئے ہے اور جب کبھی کسی دیوبندی مولوی کے سامنے اس مناظرے کا ذکر کیا جائے تو ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں۔ جب مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی مولانا غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوالات کے جوابات سے عاجز آگئے تو نواب صاحب بہاولپور نے مولوی خلیل احمد صاحب کو نہایت ذلت کے ساتھ ریاست بدر کر دیا اور حضرت صاحب چاچڑاں شریف نے بالاتفاق دوسرے علماء اہل سنّت کے فتویٰ دیا کہ مولوی خلیل احمد اور اس کے حوارین کے عقائد اسلامی نہیں، چنانچہ اس مناظرہ کی مکمل روئداد حضرت مولانا غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے زبان عربی میں تیار کی اور ۱۳۰۷ھ حج شریف کے موقعہ پر علمائے حرمین شریفین حنفی۔ مالکی، شافعی، حنبلی نے اپنے دستخط اور مہریں ثبت فرمائیں اور تصریحاً تحریر فرما دیا کہ دیوبندیوں کے عقائد اسلام کے خلاف ہیں۔

پھر حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام فتاویٰ اور مناظرہ کی مکمل روئداد "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" کے نام سے شائع کر دی جو ۱۳۱۴ھ میں صدیقی پریس قصور میں چھپی۔

اب ان فتووں کو ملاحظہ فرمائیں جو "تقدیس الوکیل" میں موجود ہیں۔ سب سے پہلے ہم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ درج کرتے ہیں جو مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے پیر و مرشد ہیں اور تمام دیوبندیوں کے مسلمہ بزرگ، انہوں نے مولانا غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی عرب شریف میں دو دفعہ دعوت کی اور بڑے عزت و احترام سے اپنے پاس ٹھہرایا۔

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد جاننا چاہیئے کہ شرعاً و عرفاً و عقلاً

امکان کذب باری تعالیٰ محال اور ممتنع ہے اور ایسا ہی امکان نظیر سرور عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم محال و ممتنع ہے۔ علامہ تمرتاشی صاحبِ تنویر الابصار معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں:

ولا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلہ یقدر ولا یفعل۔

اور علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں امکان کذب باری تعالیٰ کے عقیدہ کو کفر کے قریب لکھا ہے۔

۲۔ بشریت وغیرہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جملہ بنی آدم کو مساوی جاننا محققین کی تصریح کے خلاف ہے اور آیت قل انما انا بشر مثلکم تواضع پر محمول ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر نیشاپوری، معالم التنزیل اور خازن وغیرہا میں ہے۔

۳۔ شیطان لعین کی وسعت علم اور احاطہ زمین کو نصوص قطعیہ سے ثابت جاننا اور عالم علوم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کو بلا دلیل محض خیال فاسد سے ثابت کہنا اور اس کو شرک سے تعبیر کرنا اور آپ کے علم شریف کو معاذ اللہ شیطان کے علم سے کم لکھ دینا یہ آپ کی سخت توہین ہے۔ کیونکہ شرعاً ثابت ہے کہ آپ اعلم المخلوقات ہیں۔ پس بشہادت قرآن وحدیث اکابر علمائے اہل سنّت نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان وما یکون کا حاصل ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں اور علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح میں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں تصریح فرما دی۔

۴۔ مجلس مولود شریف مروجہ عرب و عجم کو کنہیا کے جنم سے مشابہت

دینی اور اس کو بدعت سیئہ کہنا اور اس مجلس میں قیام کو جو بنظر تعظیم ذکر خیر و رعایت ادب کے مستحسن جانا گیا ہے۔ حرام بلکہ شرک و کفر لکھ دینا اور فاتحہ اولیاء وصلحاء وسائر مومنین کو برہمنوں کے اشلوک پڑھنے سے مشابہ کہنا سخت قبیح کلمات ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مخالف شرع کاموں سے سچی توبہ نصیب کرے۔

آمین ثم آمین"

یہ مضمون تحریر کر کے حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا تو آپ نے ملاحظہ فرما کر اس پر یہ الفاظ لکھے کہ،

"تحریر بالا صحیح اور درست ہے مطابق اعتقاد فقیر کے ہے، اللہ تعالیٰ اس کے کاتب (مولانا غلام دستگیر صاحب) کو جزائے خیر دے۔" ؎

بے سبب گو عزما موصول نیست

قدرت از عزل سبب معزول نیست

اور اپنی مہر بھی ثبت فرما دی۔ پھر اس تحریر پر حضرت مولانا حافظ محمد عبد الحق صاحب نے یہ الفاظ تحریر فرمائے؛

"حامداً ومصلیاً ومسلماً ما کتب فی ھذا القرطاس صحیح لا ریب فیہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔"

اور مہر ثبت فرمائی۔ ان کے علاوہ اس فتویٰ پر حضرت مولانا انوار اللہ صاحب اور حضرت مولانا سید حمزہ صاحب کے بھی دستخط موجود ہیں۔

اب ہم ایک ایسی مقدس ہستی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں جو تمام علمائے دیوبند کے نزدیک مسلمہ بزرگ ہیں بلکہ ان کو براہین قاطعہ وغیرہ میں شیخ الہند لکھا ہے اور یہ بھی تحریر ہے کہ تمام علمائے مکہ پر فائق ہیں۔ ان کا اسم پاک ہے مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہے

ناظرین! آج ہمارا فیصلہ کرنے کے لیے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ اور شیخ الہند والعرب پایۂ حرمین الشریفین حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا انوار اللہ صاحب استاذ نظام الملک ریاست حیدر آباد، حضرت استاذ العلماء مولانا حافظ عبد الحق صاحب اور حضرت مولانا سید محمد حمزہ صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں اور یہ تمام حضرات کافی مدت تک ہندوستان میں رہ چکے ہیں اور یہاں سے ہجرت فرما کر عرب تشریف لے گئے تھے امید ہے کہ ان کا فیصلہ دیوبندی حضرات کو ضرور قبول ہوگا اور توبہ کی طرف مائل ہو کر دوبارہ اہل سنّت میں شامل ہو جائیں گے اور ملت اسلامیہ کو تفرقہ بازی کی لعنت سے نجات دلانے میں ہمارے ممد و معاون ثابت ہوں گے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے کرام کے فتاویٰ آپ ملاحظہ فرما چکے اب حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہدیۂ ناظرین ہے:

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کا فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد وثنا اور نعت کے کہتا ہے راجی رحمت اللہ المنان، رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفرلہما الحنان کو مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا جو میرے نزدیک اچھی نہ تھیں، اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا اور مولوی عبد السمیع صاحب کو جو ان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے۔ جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے تحریراً منع کرتا تھا اور مکہ معظمہ میں آنے پر بالمشافہ منع کیا کہ آپس میں مخالفت نہ ہو، پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح ممتد رہتا کہ حضرات علمائے مدرسہ دیوبند

کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچیں کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا، پر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے، (یعنی غیر رشید) جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت نے اول قلم اس پر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اس میں دوسری جماعت بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور دوسری جگہ ہو جائز نہیں (الی اخرہٖ) پھر ایک فاسق مردود کو جو اپنے کو حضرت عیسٰی کے برابر سمجھتا تھا اور سب انبیاء بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل کہتا تھا اور اپنے بیٹے کو درجہ خدائی پر پہنچاتا تھا۔ اور عیسٰی و موسٰی اور پیغمبر علیہ السلام کا کیا ذکر ہے اور اس کے مرید تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت بہاؤ الدین نقشبندی اور حضرت شہاب الدین سہروردی اور حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کو، جن کے سلسلوں میں لکھوکھہا صالحین اور اولیاء مقبول رب العالمین گذرے ہیں، کافر اور گمراہ کنندہ بتلاتا تھا (الی اٰخرہٖ) حضرت مولوی رشید اس مردود کو مرد صالح کہتے تھے اور جو علماء اس مردود کے حق میں کچھ کہتے تھے تو مولوی رشید احمد اپنی ہٹ سے نہیں ملتے تھے اور کہتے تھے مرد صالح ہے، پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیح سے ہو منع فرمایا، حالانکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے جناب مولانا اسحٰق مرحوم تک عادت تھی کہ عاشورہ کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جا کر روایات صحیحہ سے بیان حال شہادت کرتے تھے۔ سو یہ سب ان کے مشائخ کرام و اساتذہ عظام میں ہیں (الی اخرہٖ)

پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی اس پر بھی اکتفا نہ کر کے خود ذاتِ اقدس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کی پہلے مولود شریف کو کھنیا کا جنم اشٹمی ٹھہرایا۔ اور اس کے بیان کو حرام بتلایا اور کھڑے ہونے کو، گو کوئی کیسے ذوق شوق میں ہو، بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھہرانے، بتلانے، فرمانے سے لکھوکھہا علماء صالحین اور مشائخ مقبول رب العلمین اس کے نزدیک برے تفرقی ٹھہر گئے۔ پھر ذاتِ نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے اور امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑھتی نہ رہا اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت کا علم شیطانِ لعین کے علم سے کہیں کم تر ہے اور اس عقیدہ کے خلاف کو شرک فرمایا۔ پھر اس توجہ پر جو ذاتِ اقدس نبوی کی طرف تھی اکتفاء نہ کیا، ذات اقدس الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعوٰی کیا کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی۔

(نعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات) میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر و باطن میں بہت برا سمجھتا ہوں اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ مولوی رشید کے اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں مجھ پر بہت کھلم کھلا تبرا ہوگا لیکن جب جمہور علماء صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العلمین اور جناب باری جہاں آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی۔ (الی اٰخرہٖ) اور بعض جگہ بعض چیزوں میں مشہور ہیں جیسے میری بستی کرانہ اور نانوتہ جس کے رہنے والے مولوی قاسم اور مولوی یعقوب وغیرہم تھے۔ نحوست میں مشہور ہے کہ عوام صبح کو ان کا نام بھی نہیں لیتے۔ کرانہ کو بیریوں والا شہر اور نانوتہ کو پھوٹر شہر کہتے ہیں اور کرسنی اور کاندھلہ اور بیٹھو

حماقت میں مشہور ہیں اور ان بستیوں کے اہالی میں کچھ نہ کچھ تاثر ہوتے ہیں۔ میری بستی کی تاثیر میرے میں یہ ہوئی کہ الباز مانہ نحوست دیکھا، اللہ تعالیٰ حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب کو ان کے رد میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفرلہ المنان، ۱۵ ذیقعد ۱۳۰۷ھ مکہ معظمہ"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

"عربی رسالہ جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کا جواب میں براہین قاطعہ کے من اولہا الی آخرہا جناب مولوی رحمت اللہ صاحب نے سنا اور میں نے سنایا۔ سننے کے بعد آپ نے اس کے مضامین کی تائید میں تقریظ مرقومہ بالا اپنی زبان فیض بیان سے فرمائی اور اس کے آخر میں اپنی مہر کرائی۔

العبد حضرت نور مدرسہ ہندیہ مکیہ۔ ۱۷ ذیقعد ۱۳۰۷ھ"

ان کے علاوہ جن علمائے حرمین نے اس کتاب پر دستخط اور مہریں اور تقریظیں تحریر فرمائیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

استاذ العلماء مولانا محمد صالح کمال صاحب مفتی حنفیہ مکہ معظمہ۔

شیخ العلماء مولانا محمد سعید صاحب بابصیل مفتی شافعیہ مکہ معظمہ۔

افضل العلماء مولانا محمد عابد بن حسین مفتی مالکیہ۔

الفاضل الاکمل مولانا خلف بن ابراہیم مفتی حنابلہ مکہ معظمہ۔

استاذ الاساتذہ مولانا عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی مدینہ منورہ۔

استاذ العلماء مولانا سید محمد علی بن ظاہر صاحب صدر مدرس مدرسہ مدینہ منورہ۔

ان تمام فتاویٰ کو حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و تحلیل" میں شائع کیا ہے۔ (من شاء فلینظر)

اب بتائیے اصاغر دیوبند! کیا مولانا رحمت اللہ صاحب اور حاجی امداد اللہ صاحب

مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ عبدالحق صاحب اور مولانا انوار اللہ صاحب کے علاوہ مفتیانِ مکہ معظمہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور مفتیان مدینہ منورہ بھی رضا خانی بریلوی تھے؟ جاہل تھے؟ کیونکہ جو علمائے دیوبند کے خلاف ہو وہ جاہل ہوتا ہے نا! اور آپ کے سوا سب دنیا علمی یتیم ہے نا! سچ ہے ؎

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا ستم کیشی تمہاری کو
اگرچہ ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

ناظرین! فتنۂ دیوبندیہ کی مختصر تاریخ آپ نے ملاحظہ فرمالی، پنجاب میں اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے حضرت غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علمائے اہل سنت دن رات مصروف تھے اور ہندوستان میں مولانا عبدالسمیع صاحب مصنف انوار ساطعہ اور مولانا عبدالقدیر صاحب بدایوانی وغیرہم جب متواتر مناظروں میں شکست اور علمائے اہل سنت و جماعت کی تفہیمات کے باوجود بھی جب یہ لوگ توجہ کی طرف مائل ہوتے نظر نہ آئے تو حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسائل مختلفہ پر تقریباً پچاس مدلل کتابیں لکھیں جن کے جوابات سے آج تک دنیائے دیوبندیت عاجز ہے۔ جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو خرافات اور گالی گلوچ پر آئے، دجال ہے، کتوں سے بدتر ہے، لعنتی ہے، بدتمیز ہے، منہ پھٹ ہے اور توبہ کی طرف مائل نہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت نے ان کی تمام عبارات کفریہ نکال کر علمائے حرمین شریفین کی خدمت عالیہ میں پیش کیں تاکہ اس فتنہ کا سدِباب کیا جائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے تمام علمائے حنفیہ نے جو فتوے دیئے ان کو آپ نے حسام الحرمین کے نام سے شائع کر دیا۔ مگر ہندوؤں کی ہولی و دیوالی کی پوریاں کچوریاں کھانے والی قوم کب ماننے کو تیار تھی، اعلیٰ حضرت کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر دیا گیا جس کا صدر دفتر دیوبند اور اس کی شاخیں دہلی، تھانہ بھون اور پنجاب میں وان بچھراں کھول دی گئیں جہاں سے ایکدم کفر و شرک و بدعت کے فتووں کی ژالہ باری شروع ہو گئی، مختلف کتابیں شائع ہوئیں،